سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ

سُوْرَةُ الصّٰفّٰت ۳۷ مکیۃ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اٰیاتہا ۱۸۲ رکوعاتہا ۵
سورۂ صٰفّٰت مکہ میں نازل ہوئی اس کی	شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے	ایک سو بیاسی آیتیں ہیں اور پانچ رکوع

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝۱ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝۲ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝۳ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝۴ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

قسم ہے صف باندھنے والوں کی قطار ہو کر ف۱ پھر ڈانٹنے والوں کی جھڑک کر ف۲ پھر پڑھنے والوں کی یاد کر کر ف۳ بیشک حاکم تم سب کا ایک ہے ف۴ رب آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝۵ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨالْكَوَاكِبِ ۝۶ وَ

اور زمین کا اور جو کچھ اُنکے بیچ میں ہے اور رب مشرقوں کا ف۵ ہم نے رونق دی (ف۱) ورلے آسمان کو ایک رونق جو تارے ہیں ف۶ اور

حِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝۷ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝۸

بچاؤ بنایا ہر شیطان سرکش سے ف۷ سن نہیں سکتے اُوپر کی مجلس تک اور پھینکے جاتے ہیں اُن پر ہر طرف سے

دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝۹ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝۱۰ فَاسْتَفْتِهِمْ

بھگانے کو ف۸ اور اُن پر مارہے ہمیشہ کو ف۹ مگر جو کوئی اُچک لایا جھپٹ سے پھر پیچھے لگا اس کے انگارا چمکتا ف۱۰ اب پوچھ ان سے

اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝۱۱ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝۱۲ وَ

کیا یہ بنانے مشکل ہیں یا جتنی خلقت کہ ہم نے بنائی ف۱۱ ہم نے ہی انکو بنایا ہے ایک چپکتے گارے سے ف۱۲ بلکہ تو کرتا ہے تعجب اور وہ کرتے ہیں ٹھٹھے ف۱۳ اور

اِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ۝۱۳ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ۝۱۴

جب اُنکو سمجھایئے نہیں سوچتے اور جب دیکھیں کچھ نشانی ہنسی میں ڈال دیتے ہیں

(۱) یعنی جو صف باندھ کر قطار در قطار کھڑے ہوتے ہیں، خواہ فرشتے ہوں جو حکم الٰہی سننے کو اپنے اپنے مقام پر درجہ بدرجہ کھڑے ہوتے ہیں یا عبادت گذار انسان جو نماز اور جہاد وغیرہ میں صف بندی کرتے ہیں۔

(تنبیہ) قرآن کی قسموں کی توضیح | قسم محاورات میں تاکید کے لیے ہے جو اکثر منکر کے مقابلہ میں استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن بسا اوقات محض ایک مضمون کو مہتم بالشان ظاہر کرنے کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں اور قرآن کریم کی قسموں کا تتبع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ عموماً مقسم بہ، مقسم علیہ کے لئے بطور ایک شاہد یا دلیل کے ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۲) ڈانٹنے والے فرشتے | یعنی جو فرشتے شیطانوں کو ڈانٹ کر بھگاتے ہیں تا استراق سمع کے ارادہ میں کامیاب نہ ہوں یا بندوں کو نیکی کی بات سمجھا کر معاصی سے روکتے ہیں۔ یا وہ نیک آدمی جو خود اپنے نفس کو بدی سے روکتے اور دوسروں کو بھی شرارت پر ڈانٹتے جھڑکتے رہتے ہیں۔ خصوصاً میدان

ف۱ سب سے ف۲ وہ سکیں ف۳ مار پڑتی ہے ف۴ اُنکے لیے ف۵ عذاب۔ ف۶ بھاگا۔ ف۷ جھٹ (جھپٹ کر) ف۸ اُنکا بنانا مشکل ہے ف۹ ایک گارے چمٹنے والا سے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

جہاد میں کفار کے مقابلہ پر اُن کی ڈانٹ ڈپٹ بہت سخت ہوتی ہے۔

(۳) یعنی وہ فرشتے یا آدمی جو اللہ کے احکام سننے کے بعد پڑھتے اور یاد کرتے ہیں ایک دوسرے کے بتانے کو۔

(۴) بیشک آسمان پر فرشتے اور زمین پر خدا کے نیک بندے ہر زمانہ میں قولاً و فعلاً شہادت دیتے رہے ہیں کہ سب کا مالک و معبود ایک ہے۔ اور ہم اُسی کی رعیت ہیں۔

(۵) **مشارق و مغارب** شمال سے جنوب تک ایک طرف مشرقین ہیں۔ سورج کی ہر روز کی جُدا اور ہر ستارے کی جُدا۔ یعنی وہ نقطے جن سے اُن کا طلوع ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف اتنی ہی مغربین ہیں۔ شاید مغارب کا ذکر یہاں اس لئے نہیں کیا کہ مشارق سے بطور مقابلہ کے خود ہی سمجھ میں آجائیں گی اور ایک حیثیت سے طلوع شمس و کواکب کو حق تعالیٰ کی شان حکومت و عظمت کے ثابت کرنے میں بہ نسبت غروب کے زیادہ دخل ہے۔ واللہ اعلم۔

(۶) **ستاروں کی رونق** یعنی اندھیری رات میں یہ آسمان بے شمار ستاروں کی جگمگاہٹ سے دیکھنے والوں کو کیسا خوب صورت، مزین اور پُر رونق معلوم ہوتا ہے۔

(۷) یعنی تاروں سے آسمان کی زینت و آرائش ہے۔ اور بعض تاروں کے ذریعہ سے جو ٹوٹتے ہیں شیطانوں کو روکنے اور دفع کرنے کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ یہ ٹوٹنے والے ستارے کیا ہیں۔ آیا کواکب نوریہ کے علاوہ کوئی مستقل نوع کواکب کی ہے یا کواکب نوریہ کی شعاعوں ہی سے ہوا متکیف ہو کر ایک طرح کی آتش سوزاں پیدا ہو جاتی ہے یا خود کواکب کے اجزاء ٹوٹ کر گرتے ہیں؟ اس میں علماء و حکماء کے مختلف اقوال ہیں۔ بہرحال اُن کی حقیقت کچھ ہی کیوں نہ ہو، رجم شیاطین کا کام بھی اُن سے لیا جاتا ہے اسکی کچھ تفصیل سورہ "حجر" کے فوائد میں گذر چکی ملاحظہ کر لیجائے۔

(۸) **ملاء اعلیٰ اور شیاطین** اوپر کی مجلس سے مراد فرشتوں کی مجلس ہے۔ یعنی شیاطین کو یہ قدرت نہیں دی گئی کہ فرشتوں کی مجلس میں پہنچ کر کوئی بات وحی الٰہی کی سُن آئیں۔ جب ایسا ارادہ کر کے اوپر آسمانوں کے قریب پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں تو جس طرف سے جاتے ہیں اُدھر ہی سے فرشتے دھکے دے کر اور مار مار کر بھگا دیتے ہیں۔

(۹) یعنی دنیا میں ہمیشہ یوں ہی مار پڑتی رہیگی اور آخرت کا دائمی عذاب الگ رہا۔

(۱۰) **شہاب ثاقب کی مار** یعنی اسی بھاگ دوڑ میں جلدی سے کوئی ایک آدھ بات اُچک لایا۔ اس پر بھی فرشتے شہاب ثاقب سے اس کا تعاقب کرتے ہیں۔ اس کی تفصیل سورۂ "حجر" کے شروع میں گذر چکی۔

(۱۱) **منکرین بعث کا رد** یعنی منکرین بعث سے دریافت کیجئے کہ آسمان، زمین، ستارے، فرشتے، شیاطین وغیرہ مخلوقات کا پیدا کرنا اُن کے خیال میں زیادہ مشکل کام ہے یا خود اُن کا پیدا کرنا اور وہ بھی ایک مرتبہ پیدا کر چکنے کے بعد ظاہر ہے جو خدا ایسی عظیم الشان مخلوقات کا بنانیوالا ہے اُسے ان کا دوبارہ بنا دینا کیا مشکل ہوگا۔

(۱۲) **انسان کی اصلیت** یعنی اُن کی اصل حقیقت ہمیں سب معلوم ہے۔ ایک طرح کے چپکتے گارے سے جس کا پتلا ہم نے تیار کیا آج اُس کے یہ دعوے ہیں کہ آسمان و زمین کا بنانے والا اُس کے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں جس طرح پہلے تجھ کو مٹی سے بنایا دوبارہ بھی مٹی سے نکال کر کھڑا کر دیں گے۔

(۱۳) یعنی تجھ کو اُن پر تعجب آتا ہے کہ ایسی صاف باتیں کیوں نہیں سمجھتے اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں کہ یہ (نبی) کس قسم کی بے سروپا باتیں کر رہا ہے۔ (العیاذ باللہ)

Brought To You By www.e-iqra.info

وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَ

اور کہتے ہیں اور کچھ نہیں یہ تو کھلا جادو ہے ف۱۴ کیا جب ہم مرگئے اور ہوگئے مٹی اور ہڈیاں تو کیا ہم کو پھر اٹھائیں گے کیا اور

اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ

ہمارے اگلے باپ دادوں کو بھی ف۱۵ تو کہہ کہ ہاں اور تم ذلیل ہوگے۔ سو وہ اٹھانا تو یہی ہے ایک جھڑکی پھر اسی وقت یہ

يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ

لگیں گے دیکھنے ف۱۶ اور کہیں گے اے خرابی ہماری یہ آگیا دن جزا کا ف۱۷ یہ ہے دن فیصلہ کا جس کو تم

تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ع ۱۲ ۵

جھٹلاتے تھے ف۱۸ جمع کرو گنہگاروں کو اور انکے جوڑوں کو اور جو کچھ پوجتے تھے ف۱۹ اللہ کے سوائے

فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ

پھر چلاؤ اُن کو دوزخ کی راہ پر ف۲۰ اور کھڑا رکھو اُنکو اُن سے پوچھنا ہے ف۲۱ کیا ہوا تم کو ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے کوئی نہیں

هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا

وہ آج اپنے آپ کو پکڑواتے ہیں ف۲۲ اور منہ کیا بعضوں نے بعضوں کی طرف لگے پوچھنے بولے تم ہی تھے کہ آتے تھے ہم پر

عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بَلْ كُنْتُمْ

داہنی طرف سے ف۲۳ وہ بولے کوئی نہیں پر تم ہی نہ تھے یقین لانے والے اور ہمارا تم پر کچھ زور نہ تھا پر تم ہی تھے

قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۚ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾

لوگ حد سے نکل چلنے والے سو ثابت ہوگئی ہم پر بات ہمارے رب کی بیشک ہم کو مزہ چکھنا ہے

(۱۴) یعنی نصیحت سُن کر غور و فکر نہیں کرتے اور جو معجزات و نشانات دیکھتے ہیں اُنہیں جادو کہہ کر ہنسی میں اُڑا دیتے ہیں۔

(۱۵) **کفّار کی ضد اور ہٹ** | وہ ہی مرغے کی ایک ٹانگ گائے جاتے ہیں۔ کہ صاحب جب ہمارا بدن خاک میں مل کر مٹی ہوگیا صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں اور اس سے بھی بڑھ کر ہمارے باپ دادا جن کو مرے ہوئے قرن گذر گئے شاید ہڈیاں بھی باقی نہ رہی ہوں، ہم کس طرح مان لیں کہ یہ سب پھر از سر نو زندہ کر کے کھڑے کر دیے جائیں گے۔

(۱۶) یعنی ہاں ضرور اُٹھائے جاؤ گے اور اس وقت ذلیل و رسوا ہو کر اس انکار کی سزا بھگتو گے۔

(۱۷) یعنی ایک ڈانٹ میں سب اُٹھ کھڑے ہونگے اور حیرت و دہشت سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگیں گے (یہ ڈانٹ یا جھڑکی نفخ صور کی ہوگی)۔

(۱۸) یعنی یہ تو سچ مچ جزاء کا دن آ پہنچا جس کی انبیاء خبر دیتے اور ہم ہنسی اڑایا کرتے تھے۔

(۱۹) یہ حق تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوگا۔

(۲۰) **کفّار کا حشر** | یہ حکم ہوگا فرشتوں کو کہ ان سب کو اکٹھا کر کے دوزخ کا راستہ بتاؤ۔ (تنبیہ) "ازواج" (جوڑوں) سے مراد ہیں ایک قسم کے گنہگار یا ان کی کافر بیویاں۔ اور "مَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" سے اصنام و شیاطین وغیرہ مراد ہیں۔

ف۱ ساتھیوں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۲۱) **کفّار کو سوال کے لئے ٹھہرنے کا حکم** اس حکم کے بعد کچھ دیر ٹھہرائیں گے تاکہ اُن سے ایک سوال کیا جائے جو آگے "مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ" میں مذکور ہے۔

(۲۲) **حق تعالیٰ کا سوال** یعنی دنیا میں تو "نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ" کہا کرتے تھے۔ (کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں) آج کیا ہوا کہ کوئی اپنے ساتھی کی مدد نہیں کرتا۔ بلکہ ہر ایک بدون کان ہلائے ذلیل ہو کر پکڑا ہوا چلا آرہا ہے۔

(۲۳) **کفّار کا ایک دوسرے کو الزام** "یمین" (داہنے ہاتھ) میں عموماً زور و قوت زائد ہوتی ہے۔ یعنی تم ہی تھے جو کر چڑھے آتے تھے بہکانے کو زور دکھلا کر اور مرعوب کر کے۔ یا یمین سے مراد خیر و برکت کی جانب لے جائیے یعنی تم ہی تھے کہ ہم پر چڑھائی کرتے تھے بھلائی اور نیکی سے روکنے کے لیے۔ یہ گفتگو اتباع اور متبوعین (زبردستوں اور زیردستوں) کے درمیان ہوگی۔

فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَىِٕذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا

ہم نے تم کو گمراہ کیا جیسے ہم خود تھے گمراہ ف۲۴ سو وہ سب اس دن تکلیف میں شریک ہیں ف۲۵ ہم

كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ

ایسا ہی کرتے ہیں گنہگاروں کے حق میں وہ تھے کہ اُن سے جب کوئی کہتا کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے تو غرور کرتے ف۲۶ اور

يَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ

کہتے کیا ہم چھوڑ دینگے اپنے معبودوں کو کہنے سے ایک شاعر دیوانہ کے کوئی نہیں وہ لیکر آیا ہے سچا دین اور سچا مانتا ہے سب رسولوں کو ف۲۷ بیشک تم کو

لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾

چکھنا ہے عذاب دردناک اور وہ ہی بدلا پاؤگے جو کچھ تم کرتے تھے ف۲۸ مگر جو بندے اللہ کے ہیں چنے ہوئے ف۲۹

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ

وہ لوگ جو ہیں اُنکے واسطے روزی ہے مقرر میوے ف۳۰ اور اُن کی عزت ہے ف۳۱ نعمت کے باغوں میں تختوں پر ایک

مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾

دوسرے کے سامنے لوگ لئے پھرتے ہیں اُن کے پاس پیالہ شراب صاف کا سفید رنگ مزہ دینے والی پینے والوں کو

(۲۴) **متبوعین کا جواب** یعنی خود تو ایمان نہ لائے ہم پر الزام رکھتے ہو۔ ہمارا تم پر کیا زور تھا جو دل میں ایمان نہ گھسنے دیتے تم لوگ خود ہی عقل و انصاف کی حد سے نکل گئے کہ بے لوث ناصحین کا کہنا نہ مانا اور ہمارے بہکائے میں آگئے۔ اگر عقل و فہم اور عاقبت اندیشی سے کام لیتے تو ہماری باتوں پر کبھی کان نہ دھرتے۔ رہے ہم سو ظاہر ہے خود گمراہ تھے، ایک گمراہ سے بجز گمراہی کی طرف بلانے کے اور کیا توقع ہو سکتی ہے ہم نے وہ ہی کیا جو ہمارے حال کے مناسب تھا۔ لیکن تم کو کیا مصیبت نے گھیرا تھا کہ ہمارے چکموں میں آگئے بہرحال جو ہونا تھا ہو چکا خدا کی حجت ہم پر قائم ہوئی اور اس کی وہ ہی بات "لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ الخ" ثابت ہو کر رہی۔ آج ہم سب کو اپنی اپنی غلط کاریوں اور بدمعاشیوں کا مزہ چکھنا ہے۔

(۲۵) یعنی سب مجرم درجہ بدرجہ عذاب میں شریک ہونگے جیسے جرم میں شریک تھے۔

(۲۶) یعنی اُن کا کبر و غرور مانع ہے کہ نبی کے ارشاد سے یہ کلمہ (لا الٰہ الا اللہ) زبان پر لائیں جس سے اُن کے جھوٹے معبودوں کی نفی ہوتی ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

خواہ دل میں اُسے سچ ہی سمجھتے ہوں۔

(۲۷) **آنحضرتؐ کو شاعر کہنے پر ملامت** یعنی شاعروں کا جھوٹ تو مشہور ہے۔ پھر اس راستباز ہستی کو شاعر کیسے کہتے ہو جو دنیا میں خالص سچائی لے کر آیا ہے اور سارے جہان کے سچوں کی تصدیق کرتا ہے۔ کیا مجنون اور دیوانے ایسے سچے صحیح اور پختہ اصول پیش کیا کرتے ہیں؟

(۲۸) یعنی انکار توحید اور ان گستاخیوں کا مزہ چکھو گے جو بارگاہ رسالت میں کر رہے ہو۔ جو کچھ کرتے تھے ایک دن سب سامنے آجائیگا۔

(۲۹) یعنی اُن کا کیا ذکر۔ وہ تو ایک قسم ہی دوسری ہے جس پر حق تعالیٰ نوازش و کرم فرمائیگا۔

(۳۰) **جنّت کے میوے** یعنی عجیب و غریب میوے کھانے کو ملیں گے جن کی پوری صفت تو اللہ ہی کو معلوم ہے، ہاں کچھ مختصر سی بندوں کو بھی بتلادی ہے جیسے فرمایا لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ (واقعہ رکوع ۱)

(۳۱) خدا ہی جانے کیا کیا اعزاز و اکرام ہونگے۔

لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ

نہ اس میں سر پھرتا ہے اور نہ وہ اُس کو پی کر بہکیں ف۳۲ اور اُن کے پاس ہیں عورتیں نیچی نگاہ رکھنے والیاں بڑی آنکھوں والیاں ف۳۳ گویا وہ انڈے ہیں

مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ

چھپے دھرے ف۳۴ پھر منہ کیا ایک نے دوسرے کی طرف لگے پوچھنے بولا ایک بولنے والا اُن میں میرا تھا ایک

قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ

ساتھی کہا کرتا کیا تو یقین کرتا ہے کیا جب ہم مر گیے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم کو جزا ملے گی ف۳۵ کہنے لگا

هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَ

بھلا تم جھانک کر دیکھو گے ف۳۶ پھر جھانکا تو اُس کو دیکھا بیچوں بیچ دوزخ کے بولا قسم اللہ کی تو تو مجھ کو ڈالنے لگا تھا گڑھے میں اور

لَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى

اگر نہ ہوتا میرے رب کا فضل تو میں بھی ہوتا انہی میں جو پکڑے ہوئے آئے ف۳۷ کیا اب ہم کو مرنا نہیں مگر جو پہلی بار مر چکے

وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

اور ہم کو تکلیف نہیں پہنچنے کی بیشک یہی ہے بڑی مراد ملنی ایسی چیزوں کے واسطے چاہئے محنت کریں محنت کرنیوالے ف۳۸

(۳۲) **جنّت کی شراب** یعنی مزہ اور نشاط پورا ہوگا۔ اور دنیا کی شراب میں جو خرابیاں ہوتی ہیں اُن کا نام و نشان نہ ہوگا۔ نہ سر گرانی ہوگی، نہ نشہ چڑھیگا نہ قے آئیگی، نہ پھیپڑے وغیرہ خراب ہونگے، نہ اس کی نہریں خشک ہو کر ختم ہو سکیں گی۔

(۳۳) **جنّت کی حوریں** یعنی شرم و ناز سے نگاہ نیچی رکھنے والی حوریں جو اپنے ازواج کے سوا کسی دوسرے کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں۔

(۳۴) **جنّت کی عورتوں کا رنگ** یعنی صاف و شفاف رنگ ہوگا جیسے انڈا جس کو پرند اپنے پروں کے نیچے چھپائے رکھے کہ نہ داغ لگے نہ گرد و غبار پہنچے۔ یا انڈے کے اندر کی سفیدی جو سخت چھلکے کے نیچے پوشیدہ رہتی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ شتر مرغ کے انڈے مراد ہیں جو بہت خوشرنگ ہوتے ہیں۔ بہرحال تشبیہ صفائی یا خوشرنگ ہونے میں ہے سفیدی میں نہیں چنانچہ دوسری جگہ فرمایا كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ

Brought To You By www.e-iqra.info

وَالْمَرْجَان (رحمٰن رکوع ۲)

(۳۵) **جنّت کی مجلسیں** یعنی یاران جلسہ جمع ہونگے اور شراب طہور کا جام چل رہا ہوگا۔ اُس عیش و تنعم کے وقت اپنے بعض گذشتہ حالات کا مذاکرہ کریں گے۔ ایک جنتی کہیگا کہ میاں دنیا میں میرا ایک ملنے والا تھا جو مجھے آخرت پر یقین رکھنے کی وجہ سے ملامت کیا کرتا اور احمق بنایا کرتا تھا۔ اس کے نزدیک یہ بالکل مہمل بات تھی کہ ایک شخص مٹی میں مل جائے اور گوشت پوست کچھ باقی نہ رہے محض بوسیدہ ہڈیاں رہ جائیں، پھر اُسے اعمال کا بدلہ دینے کے لئے از سر نو زندہ کر دیں؟ بھلا ایسی بے تکی بات پر کون یقین کر سکتا ہے۔

(۳۶) **کافر دوست کے حال کی جستجو** یعنی وہ ساتھی یقیناً دوزخ میں پڑا ہوگا۔ آؤ ذرا جھانک کر دیکھیں کس حال میں ہے۔ (یہ اُس جنتی کا مقولہ ہوا۔ اور بعض کہتے کہ یہ مقولہ اللہ کا ہے یعنی حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تم جھانک کر اُس کو دیکھنا چاہتے ہو)۔

(۳۷) **دوزخ میں اُسکا حال** یعنی اس جنتی کو اپنے ساتھی کا حال دکھلا دیا جائیگا کہ ٹھیک دوزخ کی آگ میں پڑا ہوا ہے۔ یہ حال دیکھ کر اُسے عبرت ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان یاد آئیگا کہے گا، کم بخت! تو نے تو مجھے بھی اپنے ساتھ برباد کرنا چاہا تھا۔ محض اللہ کے احسان نے دستگیری فرمائی جو اس مصیبت سے بچا لیا اور میرا قدم راہ ایمان و عرفان سے ڈگمگنے نہ دیا۔ ورنہ آج میں بھی تیری طرح پکڑا ہوا آتا۔ اور اس دردناک عذاب میں گرفتار ہوتا۔

(۳۸) **دائمی زندگی پر خوشی کا اظہار** اُس وقت فرط مسرت سے کہیگا کہ کیا یہ واقعہ نہیں کہ اس پہلی موت کے سوا جو دنیا میں آچکی اب ہم کو کبھی مرنا نہیں اور نہ کبھی اس عیش و بہار سے نکل کر تکلیف و عذاب کی طرف جانا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و رحمت سے اسی تنعم و رفاہیت میں ہمیشہ رہیں گے بے شک بڑی بھاری کامیابی اسی کو کہتے ہیں اور یہی وہ اعلیٰ مقصد ہے جس کی تحصیل کے لیے چاہئے کہ ہر طرح کی محنتیں اور قربانیاں گوارا کی جائیں۔

أَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ﴿٦٢﴾ إِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِينَ ﴿٦٣﴾ إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي

بھلا یہ بہتر ہے میہمانی یا درخت سیہنڈ کا ہم نے اُس کو رکھا ہے ایک بلا ظالموں کے واسطے وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا ہے دوزخ

أَصْلِ الْجَحِيمِ ﴿٦٤﴾ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيٰطِينِ ﴿٦٥﴾ فَإِنَّهُمْ لَأٰكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِـُٔونَ مِنْهَا

کی جڑ میں ف۳۹ اس کا خوشہ جیسے سر شیطان کے ف۴۰ سو وہ کھائیں گے اس میں سے پھر بھریں گے اُس سے

الْبُطُونَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ﴿٦٨﴾ إِنَّهُمْ

پیٹ پھر اُن کے واسطے اُس کے اوپر ملونی ہے جلتے پانی کی ف۴۱ پھر اُن کو لیجانا آگ کے ڈھیر میں ف۴۲ انہوں

أَلْفَوْا ءَابَآءَهُمْ ضَالِّينَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ عَلٰٓى ءَاثٰرِهِمْ يُهْرَعُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ

نے پایا اپنے باپ دادوں کو بہکے ہوئے سو وہ اُنہی کے قدموں پر دوڑتے ہیں ف۴۳ اور بہکے چکے ہیں اُن سے پہلے بہت

الْأَوَّلِينَ ﴿٧١﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِم مُّنذِرِينَ ﴿٧٢﴾ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ الْمُنذَرِينَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا

لوگ اگلے اور ہم نے بھیجے ہیں اُن میں ڈر سنانے والے اب دیکھ کیسا ہوا انجام ڈرائے ہوؤں کا مگر جو

عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿٧٤﴾ وَلَقَدْ نَادٰنَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ﴿٧٥﴾

بندے اللہ کے ہیں چنے ہوئے ف۴۴ اور ہم کو پکارا تھا نوح نے سو کیا خوب پہنچنے والے ہیں ہم پکارنے پر

ع ۲ ۵ ۲ ۶

Brought To You By www.e-iqra.info

(۳۹) **اہلِ دوزخ کے لئے زقوم کا درخت** اوپر بہشتیوں کی مہمانی کا ذکر تھا۔ یہاں سے دوزخیوں کی مہمانی کا حال سناتے ہیں۔ "زقوم" کسی درخت کا نام ہے جو سخت کڑوا، بدذائقہ ہوتا ہے۔ جیسے ہمارے یہاں تُہر، یا سیہنڈ۔ دوزخ کے اندر حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ایک درخت اُگایا ہے اُس کو یہاں "شجرۃ الزقوم" سے موسوم کیا۔ وہ ایک بلا ہے ظالموں کے واسطے آخرۃ میں۔ کیونکہ جب دوزخی بھوک سے بیقرار ہونگے تو یہ ہی کھانے کو دیا جائیگا۔ اور اُس کا حلق سے اُتارنا یا اُترنے کے بعد ایک خاص اثر پیدا کرنا سخت تکلیف دہ اور مستقل عذاب ہوگا اور دنیا میں بھی ایک طرح کی بلاء اور آزمائش ہے کہ قرآن میں اس کا ذکر سُن کر گمراہ ہوتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ سبز درخت دوزخ کی آگ میں کیونکر اُگا۔ (حالانکہ ممکن ہے اُس کا مزاج ہی ناری ہو جیسے آگ کا کیڑا "سمندر" آگ میں زندہ رہتا ہے اور سہارنپور کے کمپنی باغ میں بعض درختوں کی تربیت آگ کے ذریعہ سے ہوتی ہے) کسی نے کہا "زقوم" فلاں لغت میں کھجور اور مکھن کو کہتے ہیں اُنہیں سامنے رکھ کر ایک دوسرے کو بُلاتے ہیں کہ آؤ زقوم کھائیں گے۔

(۴۰) یعنی سخت بدنما شیطان کی صورت، یا شیاطین کہا سانپوں کو۔ یعنی اُس کا خوشہ سانپ کے سر کی طرح ہوگا جیسے ہمارے ہاں ایک درخت کو اسی تشبیہ سے "ناگ پھن" کہتے ہیں۔

(۴۱) **اہلِ دوزخ کے پینے کا پانی** "زقوم" کھا کر پیاس لگے گی تو سخت جلتا پانی پلایا جائے گا جس سے آنتیں کٹ کر باہر آپڑیں گی۔ فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ (محمد ر کوع ۲) اعاذنا اللہ منہا۔

(۴۲) یعنی بہت بھوکے ہونگے تو آگ سے ہٹا کر یہ کھانا پانی کھلا پلا کر پھر آگ میں ڈال دینگے۔

(۴۳) **اندھی تقلید** یعنی پچھلے کافر اگلوں کی اندھی تقلید میں گمراہ ہوئے۔ جس راہ پر انہیں چلتے دیکھا اسی پر دوڑ پڑے کنواں کھائی کچھ نہ دیکھا۔

(۴۴) یعنی ہر زمانہ میں انجام سے آگاہ کرنے والے اور آخرت کا ڈر سنانے والے آتے رہے۔ آخر جنہوں نے نہ سُنا اور نہ مانا دیکھ لو انکا انجام کیسا ہوا۔ بس اللہ کے وہ ہی چنے ہوئے بندے محفوظ رہے جن کو خدا کا ڈر اور عاقبت کی فکر تھی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ ڈر سب ہی کو سناتے ہیں اُن میں نیک بچتے ہیں اور بد کھپتے ہیں" آگے بعض منذرین (بالکسر) اور منذَرین (بالفتح) کے قصے سُنائے جاتے ہیں۔ مکذبین کی عبرت اور مومنین کی تسلی کے لئے۔

وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ

اور بچا دیا اس کو اور اُسکے گھر کو اُس بڑی گھبراہٹ سے اور رکھا اُس کی اولاد کو وہی باقی رہنے والے اور باقی رکھا اس پر

فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ

پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے نوح پر سارے جہان والوں میں ہم یوں بدلا دیتے ہیں نیکی والوں کو وہ ہے

مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ

ہمارے ایماندار بندوں میں پھر ڈبو دیا ہم نے دوسروں کو ف۴۵ اور اسی کی راہ والوں میں ہے ابراہیم ف۴۶ جب

جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾

آیا اپنے رب کے پاس لیکر دل ستھرا[1] ف۴۷ جب کہا اپنے باپ کو اور اسکی قوم کو تم کیا پوجتے ہو

[1] بے روگ ستھرا۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۴۵) **حضرت نوحؑ کے واقعہ سے عبرت** تقریباً ہزار سال تک حضرت نوح علیہ السّلام اپنی قوم کو سمجھاتے اور نصیحت کرتے رہے۔ مگر اُن کی شرارت اور ایذاء رسانی برابر بڑھتی رہی۔ آخر حضرت نوح نے مجبور ہو کر اپنے بھیجنے والے کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا "رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ" (قمر رکوع ۱) اے پروردگار! میں مغلوب ہوں آپ میری مدد کو پہنچئے دیکھ لو کہ اللہ نے اُن کی پکار کیسی سُنی اور مدد کو کس طرح پہنچا۔

حضرت نوحؑ پر انعامات نوح علیہ السّلام کو مع اُن کے گھرانے کے رات دن کی ایذاء سے بچایا۔ پھر ہولناک طوفان کے وقت اُنکی حفاظت کی۔ اور تنہا اُس کی اولاد سے زمین کو آباد کر دیا۔ اور رہتی دنیا تک اُس کا ذکر خیر لوگوں میں باقی چھوڑا۔ چنانچہ آج تک خلقت اُن پر سلام بھیجتی ہے اور سارے جہان میں "نوح علیہ السّلام کہہ کر یاد کیے جاتے ہیں۔ یہ تو نیک بندوں کا انجام ہوا۔ دوسری طرف اُنکے دشمنوں کا حال دیکھو کہ سب کے سب زبردست طوفان کی نذر کر دیے گیے۔ آج اُن کا نام و نشان تک باقی نہیں۔ اپنی حماقتوں اور شرارتوں کی بدولت دنیا کا بیڑہ غرق کرا کر رہے۔ (تنبیہ) اکثر علماء کا قول یہ ہی ہے کہ آج تمام دنیا کے آدمی حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں (سام، حام، یافث) کی اولاد سے ہیں۔ جامع ترمذی کی بعض احادیث سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ والتفصیل یطلب من مظانہ۔

(۴۶) **حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ** انبیاء علیہم السّلام اصول دین میں سب ایک راہ پر ہیں اور ہر پچھلا پہلے کی تصدیق و تائید کرتا ہے اسی لئے ابراہیم کو نوح (علیہما السّلام) کے گروہ سے فرمایا "اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ (مؤمنون رکوع ۴)۔

(۴۷) **حضرت ابراہیمؑ کا قلب سلیم** یعنی ہر قسم کے اعتقادی و اخلاقی روگ سے دل کو پاک کر کے اور دنیوی خرخشوں سے آزاد ہو کر انکسار و تواضع کے ساتھ اپنے رب کی طرف جھک پڑا۔ اور اپنی قوم کو بھی بُت پرستی سے باز رہنے کی نصیحت کی۔

اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾

کیا جھوٹ بناؤ ہوئے حاکموں کو اللہ کے سوائے چاہتے ہو ف۴۸ پھر کیا خیال کیا ہے تم نے پروردگار عالم کو ف۴۹ پھر نگاہ کی ایک بار تاروں میں

فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا

پھر کہا میں بیمار ہونیوالا ہوں پھر پھر گئے وہ اُس سے پیٹھ دے کر پھر جا گھسا اُن کے بتوں میں پھر بولا تم کیوں نہیں کھاتے ف۵۰ تم کو کیا ہے کہ

تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا

نہیں بولتے ف۵۱ پھر گھسا اُن پر مارتا ہوا داہنے ہاتھ سے ف۵۲ پھر لوگ آئے اُس پر دوڑ کر گھبراتے ہوئے ف۵۳ بولا کیوں پوجتے ہو جو آپ

تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا

تراشتے ہو اور اللہ نے بنایا تم کو اور جو تم بناتے ہو ف۵۴ بولے بناؤ اُس کے واسطے ایک عمارت پھر ڈالو اُس کو آگ کے ڈھیر میں پھر چاہنے لگے

بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ

اُس پر بُرا داؤ کرنا پھر ہم نے ڈالا اُنہی کو نیچے ف۵۵ اور بولا میں جاتا ہوں اپنے رب کی طرف وہ مجھ کو راہ دیگا ف۵۶ اے رب بخش مجھ کو کوئی

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

نیک بیٹا ف۵۷ پھر خوشخبری دی ہم نے اُسکو ایک لڑکے کی جو ہوگا تحمل والا ف۵۸

(۴۸) یعنی یہ آخر پتھر کی مورتیاں چیز کیا ہیں جنہیں تم اس قدر چاہتے ہو کہ اللہ کو چھوڑ کر ان کے پیچھے ہو لیے۔ کیا سچ مچ ان کے ہاتھ میں جہان کی سے

لے ہوں۔ ۲ے چنو۔ ۳ے چنائی۔

Brought To You By www.e-iqra.info

حکومت ہے ؟ یا کسی چھوٹے بڑے نقصان کے مالک ہیں ؟ آخر سچے مالک کو چھوڑ کر ان جھوٹے حاکموں کی اتنی خوشامد اور حمایت کیوں ہے ؟

(۸۹) یعنی کیا اُس کے وجود میں شبہ ہے ؟ یا اس کی شان و مرتبہ کو نہیں سمجھتے جو (معاذ اللہ) پتھروں کو اُس کا شریک ٹھہرا رہے ہو۔ یا اُس کے غضب و انتقام کی خبر نہیں ؟ جو ایسی گستاخی پر جری ہو گئے ہو۔ آخر بتلاؤ تو سہی تم نے پروردگار عالم کو کیا خیال کر رکھا ہے۔

(۵۰) **حضرت ابراہیمؑ کا توریہ** اُن کی قوم میں نجوم کا زور تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان کے دکھانے کو تاروں کی طرف نظر ڈال کر کہا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں (اور ایسا دنیا میں کون ہے جس کی طبیعت ہر طرح ٹھیک رہے کچھ نہ کچھ عوارض اندرونی یا بیرونی لگے ہی رہتے ہیں۔ یہی تکلیف اور بدمزگی کیا کم تھی کہ ہر وقت قوم کی ردی حالت دیکھ کر کڑھتے تھے) یا یہ مطلب تھا کہ میں بیمار ہونے والا ہوں (بیماری نام ہے مزاج کے اعتدال سے ہٹ جانے کا۔ تو موت سے پہلے ہر شخص کو یہ صورت پیش آنے والی ہے) بہرحال حضرت ابراہیمؑ کی مراد صحیح تھی۔ لیکن ستاروں کی طرف دیکھ کر اِنِّیْ سَقِیْمٌ کہنے سے لوگ یہ مطلب سمجھے کہ بذریعہ نجوم کے انہوں نے معلوم کر لیا ہے کہ عنقریب بیمار پڑنے والے ہیں۔ وہ لوگ اپنے ایک تہوار میں شرکت کرنے کے لئے شہر سے باہر جا رہے تھے۔ یہ کلام سُن کر حضرت ابراہیمؑ کو ساتھ جانے سے معذور سمجھا اور تنہا چھوڑ کر چلے گئے ابراہیم علیہ السّلام کی غرض یہ ہی تھی کہ کوئی موقع فرصت اور تنہائی کا ملے تو ان جھوٹے خداؤں کی خبر لوں۔ چنانچہ بُت خانہ میں جا گھسے اور بتوں کو خطاب کر کے کہا "یہ کھانے اور چڑھاوے جو تمہارے سامنے رکھے ہوئے ہیں کیوں نہیں کھاتے ؟" باوجودیکہ تمہاری صورت کھانے والوں کی سی ہے۔ (تنبیہ) تقریر بالا سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت ابراہیم کا اِنِّیْ سَقِیْمٌ کہنا مطلب واقعی کے اعتبار سے جھوٹ نہ تھا، ہاں مخاطبین نے جو مطلب سمجھا اس کے اعتبار سے خلاف واقع تھا۔ اس لئے بعض احادیث صحیحہ میں اس پر لفظ کذب کا اطلاق کیا گیا ہے۔ حالانکہ فی الحقیقۃ یہ کذب نہیں۔ بلکہ "توریہ" ہے اور اس طرح کا "توریہ" مصلحت شرعی کے وقت مباح ہے۔ جیسے حدیث ہجرت میں "مِمَّنِ الرَّجُلُ" کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مِنَ الْمَاءِ" اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا "رَجُلٌ یَهْدِیْنِیْ السَّبِیْلَ" ہاں چونکہ یہ توریہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے رتبہ بلند کے لحاظ سے خلاف اولیٰ تھا۔ اس لئے بقاعدہ "حسنات الابرار سیئات المقربین" حدیث میں اُس کو "ذنب" قرار دیا گیا۔ واللہ اعلم۔

(۵۱) **بتوں سے خطاب** جب بتوں کی طرف سے کھانے کے متعلق کچھ جواب نہ ملا تو کہنے لگا کہ تم بولتے کیوں نہیں۔ یعنی اعضاء اور صورت تو تمہاری انسانوں کی سی بنا دی، لیکن انسانوں کی روح تم میں نہ ڈال سکے پھر تعجب ہے کہ کھانے پینے اور بولنے والے انسان، بیحس و حرکت انسان کے سامنے مسجود ہوں اور اپنی مہمات میں اُن سے مدد طلب کریں ؟

(۵۲) **بُت شکنی** یعنی زور سے مار مار کر توڑ ڈالا۔ پہلے غالباً سورۂ "انبیاء" میں یہ قصہ مفصل گذر چکا ہے۔

(۵۳) لوگ جب اپنے میلے ٹھیلے سے واپس آئے، دیکھا بُت ٹوٹے پڑے ہیں قرائن سے سمجھا کہ ابراہیم کے سوا یہ کسی کا کام نہیں۔ چنانچہ سب اُن کی طرف جھپٹ پڑے۔

(۵۴) **قوم کو توحید کی دعوت** یعنی جس کسی نے بھی توڑا۔ مگر تم یہ احمقانہ حرکت کرتے کیوں ہو ؟ کیا پتھر کی بے جان مورت جو خود تم نے اپنے ہاتھوں سے تراش کر تیار کی پرستش کے لائق ہو گئی ؟ اور جو اللہ تمہارا اور تمہارے ہر ایک عمل و معمول کا نیز ان پتھروں کا پیدا کرنے والا ہے، اُس سے کوئی سروکار نہ رہا ؟ پیدا تو ہر چیز کو وہ کرے اور بندگی دوسروں کی ہونے لگے۔ پھر دوسرے بھی کیسے جو مخلوق در مخلوق ہیں۔ آخر یہ کیا اندھیر ہے ؟۔

(۵۵) **آگ میں جلانے کی تجویز** جب ابراہیم علیہ السلام کی معقول باتوں کا کچھ جواب نہ بن پڑا تو یہ تجویز کی کہ ایک بڑا آتش خانہ بنا کر ابراہیمؑ کو اس میں ڈال دو۔ اس تدبیر سے لوگوں کے دلوں میں بتوں کی عقیدت راسخ ہو جائیگی اور ہیبت بیٹھ جائیگی۔ کہ اُن کے مخالف کا انجام ایسا ہوتا

Brought To You By www.e-iqra.info

ہے آئندہ کوئی ایسی جرأت نہ کریگا مگر اللہ نے اُن ہی کو نیچا دکھلایا۔ ابراہیمؑ پر آگ گلزار کردی گئی۔ جس سے علیٰ رؤس الاشہاد ثابت ہوگیا کہ تم اور تمہارے جھوٹے معبود سب مل کر خدائے واحد کے ایک مخلص بندے کا بال بیکا نہیں کر سکتے۔ آگ کی مجال نہیں کہ رب ابراہیم علیہ السّلام کی اجازت کے بدون ایک ناخن بھی جلا سکے۔

(۵۶) **ارادۂ ہجرت** جب قوم کی طرف سے مایوسی ہوئی اور باپ نے بھی سختی شروع کی تو حضرت ابراہیمؑ نے ہجرت کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو "شام" کا راستہ دکھلایا۔

(۵۷) یعنی کنبہ اور وطن چھوٹا تو اچھی اولاد عطا فرما جو دینی کام میں میری مدد کرے اور اس سلسلہ کو باقی رکھے۔

(۵۸) **حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا مصداق حضرت اسمٰعیلؑ ہیں** یہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کی دعا مانگی اور خدا نے قبول کی اور وہ ہی لڑکا قربانی کے لئے پیش کیا گیا۔ موجودہ تورات سے ثابت ہے کہ جو لڑکا حضرت ابراہیمؑ کی دعاء سے پیدا ہوا وہ حضرت اسمٰعیلؑ ہیں۔ اور اسی لئے ان کا نام "اسمٰعیل" رکھا گیا۔ کیونکہ "اسمٰعیل" دو لفظوں سے مرکب ہے "سمع" اور "ایل" "سمع" کے معنی سُننے کے اور "ایل" کے معنی خدا کے ہیں۔ یعنی خدا نے حضرت ابراہیم کی دعاء سُن لی۔ "تورات" میں ہے کہ خدا نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اسمٰعیل کے بارے میں مَیں نے تیری سن لی۔ اس بناء پر آیت حاضرہ میں جس کا ذکر ہے وہ حضرت اسمٰعیل ہیں۔ حضرت اسحاق نہیں۔ اور ویسے بھی ذبح وغیرہ کا قصّہ ختم کرنے کے بعد حضرت اسحاق کی بشارت کا جُداگانہ ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ آگے آتا ہے "وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا" الخ معلوم ہوا کہ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ میں اُن کے علاوہ کسی دوسرے لڑکے کی بشارت مذکور ہے۔ نیز اسحاق کی بشارت دیتے ہوئے اُن کے نبی بنائے جانے کی بھی خوشخبری دی گئی اور سورۂ "ہود" میں اُنکے ساتھ ساتھ حضرت یعقوب کا مژدہ بھی سنایا گیا۔ جو حضرت اسحٰق کے بیٹے ہونگے "وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ (ہود، رکوع ۷) پھر کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ حضرت اسحاق ذبیح ہوں۔ گویا نبی بنائے جانے اور اولاد عطا کئے جانے سے پیشتر ہی ذبح کر دیے جائیں۔ لامحالہ ماننا پڑیگا کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیلؑ ہیں جن کے متعلق بشارت ولادت کے وقت نہ نبوت عطا فرمانے کا وعدہ تھا نہ اولاد دیے جانے کا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ قربانی کی یادگار اور اس کی متعلقہ رسوم بنی اسمٰعیلؑ میں برابر بطور وراثت منتقل ہوتی چلی آئیں۔ اور آج بھی اسمٰعیلؑ کی روحانی اولاد ہی (جنہیں مسلمان کہتے ہیں) اُن مقدس یادگاروں کی حامل ہے۔

حضرت اسمٰعیلؑ کا مقام قربانی موجودہ تورات میں تصریح ہے کہ قربانی کا مقام "مورا" یا "مُریا" تھا۔ یہود و نصاریٰ نے اس مقام کا پتہ بتلانے میں بہت ہی دور از کار احتمالات سے کام لیا ہے حالانکہ نہایت ہی اقرب اور بے تکلف بات یہ ہے کہ یہ مقام "مروہ" ہو جو کعبہ کے سامنے بالکل نزدیک واقع ہے اور جہاں سعی بین الصفا والمروۃ ختم کر کے معتمرین حلال ہوتے ہیں اور ممکن ہے بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ" میں اسی سعی کی طرف ایماء ہو۔ موطا امام مالک کی ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "مروہ" کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ قربانگاہ یہ ہے۔ غالباً وہ اسی ابراہیم و اسمٰعیل کی قربانگاہ کی طرف اشارہ ہوگا۔ ورنہ آپ کے زمانہ میں لوگ عموماً مکہ سے تین میل "منیٰ" میں قربانی کرتے تھے۔ جیسے آج تک کی جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم کا اصل قربانگاہ "مروہ" تھا۔ پھر حُجاج اور ذبائح کی کثرت دیکھ کر منیٰ تک وسعت دیدی گئی۔ قرآن کریم میں بھی "هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ" اور "ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ" فرمایا ہے جس سے کعبہ کا قرب ظاہر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت اسمٰعیلؑ ہی ذبیح اللہ ہیں بہرحال قرائن و آثار یہ ہی بتلاتے ہیں کہ "ذبیح اللہ" وہ ہی اسمٰعیلؑ تھے جو مکہ میں آکر رہے اور وہیں اُن کی نسل پھیلی۔ تورات میں یہ بھی تصریح ہے کہ حضرت ابراہیم کو اکلوتے اور محبوب بیٹے کے ذبح کا حکم دیا گیا تھا اور یہ مسلم ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ حضرت اسحاق سے عمر میں بڑے ہیں۔ پھر حضرت اسحٰق علیہ السّلام حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی موجودگی میں اکلوتے کیسے ہو سکتے ہیں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

غلامٌ حلیم کے الفاظ سے استدلال عجیب بات یہ ہے کہ یہاں حضرت ابراہیم کی دعا کے جواب میں جس لڑکے کی بشارت ملی اُسے "غلام حلیم" کہا گیا ہے۔ لیکن حضرت اسحٰق علیہ السلام کی بشارت جب فرشتوں نے ابتداءً خدا کی طرف سے دی تو "غلامٌ علیم" سے تعبیر کیا۔ حق تعالےٰ کی طرف سے "حلیم" کا لفظ اُن پر یا کسی اور نبی پر قرآن میں کہیں اطلاق نہیں کیا گیا۔ صرف اس لڑکے کو جس کی بشارت یہاں دی گئی اور اس کے باپ ابراہیم کو یہ لقب عطا ہوا ہے "اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ" (ہود۔ رکوع ۷) اور "اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ" (توبہ رکوع ۱۴) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ہی دونو باپ بیٹے اس لقب خاص سے ملقب کرنے کے مستحق ہوئے۔ "حلیم" اور "صابر" کا مفہوم قریب قریب ہے۔ اسی "غلام حلیم" کی زبان سے یہاں نقل کیا۔ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ دوسری جگہ صاف فرمادیا وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ (انبیاء رکوع ۶) شاید اسی لئے سورۂ "مریم" میں حضرت اسمٰعیل کو "صادق الوعد" فرمایا کہ "سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ" کے وعدہ کو کس طرح سچا کر دکھایا۔ بہرحال "حلیم" "صابر" "صادق الوعد" کے القاب کا مصداق ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔ یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام۔ "وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا" سورۂ "بقرہ" میں تعمیر کعبہ کے وقت حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کی زبان سے جو دعا نقل فرمائی ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں "وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ" بعینہٖ اسی مسلم کے تثنیہ کو یہاں قربانی کے ذکر میں فَلَمَّآ اَسْلَمَا الخ کے لفظ سے ادا کر دیا۔ اور اُن ہی دونوں کی ذریت کو خصوصی طور پر "مسلم" کے لقب سے نامزد کیا۔ بیشک اس سے بڑھ کر اسلام و تفویض اور صبر و تحمل کیا ہوگا جو دونوں باپ بیٹے نے ذبح کرنے اور ذبح ہونے کے متعلق دکھلایا۔ یہ اُسی اَسْلَمَا کا صلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کی ذریت کو "اُمّتہ مسلمہ" بنا دیا فللہ الحمد علیٰ ذٰلک۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ

پھر جب پہنچا اُس کے ساتھ دوڑنے کو کہا اے بیٹے میں دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں پھر دیکھ تو تو کیا دیکھتا ہے بولا

يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ

اے باپ کر ڈال جو تجھ کو حکم ہوتا ہے تو مجھ کو پائیگا اگر اللہ نے چاہا سہارنے والا ف۵۹ پھر جب دونوں نے حکم مانا اور پچھاڑا

لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝

سکو ماتھے کے بل ف۶۰ اور ہم نے اُس کو پکار لیوں کہ اے ابراہیم تو نے سچ کر دکھایا خواب ف۶۱ ہم یوں دیتے ہیں بدلا نیکی کرنیوالوں کو بیشک

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝

یہی ہے صریح جانچنا ف۶۲ اور اُس کا بدلہ دیا ہم نے ایک جانور ذبح کرنیکو قاسطی بڑا ف۶۳ اور باقی رکھا ہم نے اُس پر پچھلے لوگوں میں کہ

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

سلام ہو ابراہیم پر ف۶۴ ہم یوں دیتے ہیں بدلا نیکی کرنیوالوں کو وہ ہے ہمارے ایماندار بندوں میں ف۶۵

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا

اور خوشخبری دی ہم نے اُسکو اسحٰق کی جو نبی ہوگا نیک بختوں میں ف۶۶ اور برکت دی ہم نے اُس پر اور اسحٰق پر اور دونو کی اولاد میں نیکی والے ہیں

مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۝

اور بدکار بھی ہیں اپنے حق میں صریح ف۶۷

Brought To You By www.e-iqra.info

(۵۹) **باپ کا بیٹے کو خواب سنانا** یعنی جب اسمٰعیل بڑا ہو کر اس قابل ہو گیا کہ اپنے باپ کے ساتھ دوڑ سکے۔ اور اُس کے کام آسکے۔ اس وقت ابراہیم نے اپنا خواب بیٹے کو سنایا۔ تا اس کا خیال معلوم کریں کہ خوشی سے آمادہ ہوتا ہے یا زبردستی کرنی پڑیگی۔ کہتے ہیں کہ تین رات مسلسل یہی خواب دیکھتے رہے۔ تیسرے روز بیٹے کو اطلاع کی، بیٹے نے بلا توقف قبول کیا۔ کہنے لگا کہ ابا جان! (دیر کیا ہے) مالک کا جو حکم ہو کر ڈالیے (ایسے کام میں مشورہ کی ضرورت نہیں۔ امرِ الٰہی کے امتثال میں شفقت پدری مانع نہ ہونی چاہیئے) رہا میں! سو آپ انشاء اللہ دیکھ لیں گے کہ کس صبر و تحمل سے اللہ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں ہزاراں ہزار رحمتیں ہوں ایسے بیٹے اور باپ پر۔

(۶۰) **ذبح عظیم** تا بیٹے کا چہرہ سامنے نہ ہو۔ مبادا محبت پدری جوش مارنے لگے کہتے ہیں یہ بات بیٹے نے سکھلائی۔ آگے اللہ نے نہیں فرمایا کہ کیا ماجرا گذرا۔ یعنی کہنے میں نہیں آتا جو حال گذرا اُس کے دل پر اور فرشتوں پر۔

(۶۱) یعنی بس بس! رہنے دے، تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ مقصود بیٹے کا ذبح کرانا نہیں۔ محض تیرا امتحان منظور تھا۔ سو اُس میں پوری طرح کامیاب ہُوا۔

(۶۲) **حضرت ابراہیمؑ کی آزمائش** یعنی ایسے مشکل حکم کر کے آزماتے ہیں، پھر اُن کو ثابت قدم رکھتے ہیں۔ تب درجے بلند دیتے ہیں۔ توراۃ میں ہے کہ جب ابراہیمؑ نے بیٹے کو قربان کرنا چاہا اور فرشتہ نے ندا دی کہ ہاتھ روک لو۔ تو فرشتے نے یہ الفاظ کہے "خدا کہتا ہے کہ چونکہ تو نے ایسا کام کیا اور اپنے اکلوتے بیٹے کو بچا نہیں رکھا۔ میں تجھ کو برکت دونگا اور تیری نسل کو آسمان کے ستاروں اور ساحل بحر کی ریتی کی طرح پھیلا دونگا" (توراۃ تکوین اصحاح ۲۲ آیت ۱۵)

(۶۳) **ذبح کے لئے مینڈھے کا آنا** یعنی بڑے درجہ کا جو بہشت سے آیا۔ یا بڑا قیمتی، فربہ، تیار۔ پھر یہی رسم قربانی کی اسمٰعیل علیہ السّلام کی عظیم الشان یادگار کے طور پر ہمیشہ کے لئے قائم کر دی۔

(۶۴) آج تک دنیا ابراہیم کو بھلائی اور بڑائی سے یاد کرتی ہے۔ علیٰ نبینا وعلیہ الف الف سلام وتحیۃ۔

(۶۵) یعنی ہمارے اعلیٰ درجہ کے ایماندار بندوں میں۔

(۶۶) معلوم ہوا وہ پہلی خوشخبری اسمٰعیل کی تھی۔ اور سارا قصہ ذبح کا اُن ہی پر تھا۔

(۶۷) **دونوں بیٹوں کی اولاد** حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ دونوں کہا دونوں بیٹوں کو۔ دونوں سے بہت اولاد پھیلی۔ اسحٰق کی اولاد میں انبیاء بنی اسرائیل ہوئے۔ اور اسمٰعیل کی اولاد میں عرب ہیں جن میں ہمارے پیغمبر مبعوث ہوئے۔ یعنی اولاد میں سب یکساں نہیں، اچھے بھی ہیں جو بڑوں کا نام روشن رکھیں اور بُرے بھی جو اپنی بدکاریوں کی وجہ سے ننگ خاندان کہلانے کے مستحق ہیں۔ (تنبیہ) عموماً مفسرین نے "وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا" کی ضمیر "ابراہیم" و "اسحٰق" کی طرف راجع کی ہے۔ مگر حضرت شاہ صاحبؒ نے "اسمٰعیلؑ" و "اسحٰق" کی طرف راجع کر کے مضمون میں زیادہ وسعت پیدا کر دی۔

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ

اور ہم نے احسان کیا موسیٰ اور ہارون پر اور بچا دیا ہم نے اُنکو اور اُن کی قوم کو اس بڑی گھبراہٹ سے ف۶۸ اور اُنکی ہم نے مدد

فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾

کی تو رہے وہی غالب ف۶۹ اور ہم نے دی انکو کتاب واضح ف۷۰ اور سجھائی اُن کو سیدھی راہ ف۷۱

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

اور باقی رکھا اُن پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر ہم یوں دیتے ہیں بدلا

Brought To You By www.e-iqra.info

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ

نیکی کرنیوالوں کو تحقیق وہ دونوں ہیں ہمارے ایماندار بندوں میں ف۷۲ اور تحقیق الیاس ہے رسولوں میں جب اُس نے

لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ

کہا اپنی قوم کو کیا تم کو ڈر نہیں کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانے والے کو ف۷۳ جو اللہ ہے رب تمہارا اور رب

اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ

تمہارے اگلے باپ دادوں کا ف۷۴ پھر اُس کو جھٹلایا سو وہ آنیوالے ہیں پکڑے ہوئے ف۷۵ مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے ف۷۶ اور باقی رکھا پیچھے اُس پر

فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا

پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے الیاس پر ف۷۷ ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنیوالوں کو وہ ہے ہمارے ایمان دار

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي

بندوں میں اور تحقیق لوط ہے رسولوں میں سے جب بچا دیا ہم نے اُسکو اور اُسکے سارے گھر والوں کو مگر ایک بڑھیا کہ رہ گئی

الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا

رہ جانیوالوں میں ف۷۸ پھر جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہم نے دوسروں کو ف۷۹ اور تم گذرتے ہو اُن پر صبح کے وقت اور رات کو بھی پھر کیا

تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ ع ۵ ۸

نہیں سمجھتے ف۸۰ اور تحقیق یونس ہے رسولوں میں سے جب بھاگ کر پہنچا اُس بھری کشتی پر پھر قرعہ ڈلوایا تو نکلا

الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

خطاوار ف۸۱ پھر نگلا کیا اُس کو مچھلی نے اور وہ الزام کھایا ہوا تھا ف۸۲ پھر اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ یاد کرتا تھا پاکی ذات کو

(۶۸) **حضرت موسیٰؑ و ہارون پر اللہ کا احسان** | یعنی فرعون اور اس کی قوم کے ظلم وستم سے نجات دی۔ اور "بحر قلزم" سے نہایت آسانی کے ساتھ پار کر دیا۔

(۶۹) یعنی فرعونیوں کا بیڑا غرق کر کے بنی اسرائیل کو غالب ومنصور کیا۔ اور ہالکین کے اموال واملاک کا وارث بنایا۔

(۷۰) یعنی تورات شریف جس میں احکام الٰہی بہت تفصیل وایضاح سے بیان ہوئے ہیں۔

(۷۱) یعنی افعال واقوال میں استقامت بخشی۔ اور ہر معاملہ میں سیدھی راہ پر چلایا جو صمت انبیاء کے لوازم میں سے ہے۔

(۷۲) یعنی ہمارے کامل ایماندار بندوں میں سے ہیں۔

(۷۳) **حضرت الیاس علیہ السلام** | حضرت الیاس علیہ السلام بعض کے نزدیک حضرت ہارون کی نسل سے ہیں۔ اللہ نے اُن کو ملک شام کے ایک شہر "بعلبک" کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ "بعل" نامی ایک بُت کو پوجتے تھے۔ حضرت الیاس نے اُن کو خدا کے غضب اور بت پرستی کے انجام بد سے ڈرایا۔

(۷۴) **خالقِ حقیقی صرف اللہ ہے** | یعنی یوں تو دنیا میں آدمی بھی تحلیل وترکیب کر کے بظاہر بہت سی چیزیں بنا لیتے ہیں۔ مگر بہتر بنانے والا وہ ہے

لہ آئینگے۔ ۲ سوچتے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

جو تمام اصول وفروع، جواہر واعراض اور صفات وموصوفات کا حقیقی خالق ہے جس نے تم کو اور تمہارے باپ دادوں کو پیدا کیا پھر یہ کیسے جائز ہوگا کہ اس احسن الخالقین کو چھوڑ کر "بعل" بت کی پرستش کی جائے اور اُس سے مدد مانگی جائے جو ایک ذرّہ کو ظاہری طور پر بھی پیدا نہیں کر سکتا بلکہ اُس کا وجود خود اپنے پرستاروں کا رہین منت ہے۔ انہوں نے جیسا چاہا بنا کر کھڑا کر دیا۔

(۷۵) یعنی جھٹلانے کی سزا مل کر رہے گی۔

(۷۶) یعنی سب نے جھٹلایا۔ مگر اللہ کے چُنے ہوئے بندوں نے تکذیب نہیں کی۔ لہٰذا وہ ہی سزا سے بچے رہیں گے۔

(۷۷) **الیاسین کی تفسیر** "الیاس" کو "الیاسین" بھی کہتے ہیں جیسے "طور سینا" کو "طور سینین" کہہ دیا جاتا ہے۔ یا "الیاسین" سے حضرت الیاس کے متبعین مراد ہوں۔ اور بعض نے "آل یاسین" بھی پڑھا ہے۔ تو "یاسین" اُن کے باپ کا نام ہوگا۔ یا اُن ہی کا نام "یاسین" اور لفظ آل مقحم ہو جیسے "کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ" میں۔ یا "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی" میں ہے۔ واللہ اعلم۔

(۷۸) یعنی اُن کی زوجہ جو معذبین کے ساتھ ساز باز رکھتی تھی۔

(۷۹) یعنی لوط اور اُس کے گھر والوں کے سوا دوسرے سب باشندوں پر بستی اُلٹ دی گئی یہ قصہ پہلے کئی جگہ مفصل گذر چکا ہے۔

(۸۰) **قوم لوطؑ کی بستیاں** یہ مکہ والوں کو فرمایا۔ کیونکہ "مکہ" سے "شام" کو جو قافلے آتے جاتے تھے، قوم لوط کی اُلٹی ہوئی بستیاں اُن کے راستہ سے نظر آتی تھیں۔ یعنی دن رات اُدھر گذرتے ہوئے یہ نشان دیکھتے ہیں پھر بھی عبرت نہیں ہوتی۔ کیا نہیں سمجھتے کہ جو حال ایک نافرمان قوم کا ہوا وہ دوسری نافرمان اقوام کا بھی ہو سکتا ہے۔

(۸۱) **حضرت یونسؑ کا واقعہ** کشتی دریا میں چکر کھانے لگی۔ لوگوں نے کہا اس میں کوئی غلام ہے اپنے مالک سے بھاگا ہوا۔ سب کے ناموں پر کئی مرتبہ قرعہ ڈالا۔ ہر مرتبہ ان کا نام نکلا۔ یہ قصہ سورۂ "یونس" اور سورۂ "انبیاء" میں مفصل گذر چکا ہے وہاں اُس کی تحقیق ملاحظہ کیجائے

(۸۲) الزام یہ ہی تھا کہ خطائے اجتہادی سے حکم الٰہی کا انتظار کیے بغیر بستی سے نکل پڑے اور عذاب کے دن کی تعیین کر دی۔

النصف

لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً

تو رہتا اُسی کے پیٹ میں جس دن تک کہ مردے زندہ ہوں ف۸۳ پھر ڈالدیا ہم نے اُس کو چٹیل میدان میں اور وہ بیمار تھا اور اُگایا ہم نے اُس پر ایک درخت

مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰی حِیْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ

بیل[1] والا ف۸۴ اور بھیجا اُس کو لاکھ آدمیوں پر یا اس سے زیادہ ف۸۵ پھر وہ یقین لائے پھر ہم نے فائدہ اٹھانے دیا اُن کو ایک وقت تک ف۸۶

اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمْ مِّنْ

اب اُن سے پوچھ کیا تیرے رب کے یہاں بیٹیاں ہیں اور اُنکے یہاں بیٹے یا ہم نے بنایا فرشتوں کو عورت اور وہ دیکھتے تھے سنتا ہے وہ اپنا جھوٹ[2]

اِفْكِهِمْ لَیَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ ۟ قف

بنایا کہتے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہوئی اور وہ بیشک جھوٹے ہیں ف۸۷ کیا اُس نے پسند کیں بیٹیاں بیٹوں سے کیا ہو گیا ہے تم کو

كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵۶﴾

کیسا انصاف کرتے ہو کیا تم دھیان نہیں کرتے ہو ف۸۸ یا تمہارے پاس کوئی سند ہے کھلی

[1] واہ - [2] طوفان باندھ کر۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۸۳) **حضرت یونس کی نجات کی وجہ** یعنی چونکہ مچھلی کے پیٹ میں بھی اور پیٹ میں جانے سے پہلے بھی اللہ پاک کو بہت یاد کرتا تھا اس لئے ہم نے اس کو جلدی نجات دیدی۔ ورنہ قیامت تک اُس کے پیٹ سے نکلنا نصیب نہ ہوتا مچھلی کی غذا بن جاتے۔ (تنبیہ) "لَلَبِثَ فِی بطنہٖ" الی آخرہ کنایہ ہے کبھی نہ نکلنے سے۔ اور یہ واقعہ دریائے "فرات" کا ہے۔ علامہ محمود آلوسی بغدادی نے لکھا ہے کہ ہم نے خود اس دریا میں بہت بڑی بڑی مچھلیاں مشاہدہ کی ہیں تعجب نہ کیا جائے۔ پہلے گذر چکا ہے کہ ٹسکم ماہی میں اُن کی تسبیح یہ تھی "لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

(۸۴) **مچھلی کے پیٹ سے نجات اور کدو کی بیل** مچھلی کو حکم ہوا اُس نے حضرت یونس کو اپنے پیٹ سے نکال کر ایک کھلے میدان میں ڈال دیا غالباً کافی غذا و ہواء وغیرہ نہ پہنچنے کی وجہ سے بیمار اور نحیف ہو گئے۔ کہتے ہیں دھوپ کی شعاع اور مکھی وغیرہ کا بدن پر بیٹھنا بھی ناگوار ہوتا تھا۔ اللہ کی قدرت سے وہاں کدو کی بیل اُگ آئی اس کے پتوں نے اُن کے جسم پر سایہ کر لیا اور اسی طرح قدرت خداوندی سے غذا وغیرہ کا سامان بھی ہو گیا۔

(۸۵) **حضرت یونس کی قوم کی تعداد** یعنی اگر صرف عاقل بالغ گنتے تو لاکھ تھے۔ اور اگر سب چھوٹے بڑوں کو شامل گنتے تو زیادہ تھے یا یوں کہو کہ ایک لاکھ سے گذر کر دو لاکھ تک نہیں پہنچے تھے۔ ہزار کی کسر نہ لگاؤ تو ایک لاکھ کہہ لو۔ اور کسر لگائی جائے تو لاکھ کے اوپر چند ہزار زائد ہو نگے۔ واللہ اعلم۔

(۸۶) **قوم یونسؑ کا ایمان** یعنی ایمان و یقین کی بدولت عذابِ الٰہی سے بچ گئے اور اپنی عمر مقدر تک دنیا کا فائدہ اُٹھاتے رہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "وہی قوم جس سے بھاگے تھے اُن پر ایمان لا رہی تھی۔ ڈھونڈھتی تھی کہ یہ جا پہنچے۔ اُن کو بڑی خوشی ہوئی"۔ یہ قصہ پہلے گذر چکا ہے۔ سورۂ یونس اور سورۂ "انبیاء" میں دیکھ لیا جائے۔

(۸۷) **فرشتوں کے مؤنث ہونے کا عقیدہ** یعنی انبیاء کا حال تو سُن لیا کہ حضرت نوح، ابراہیم، اسمٰعیل، موسیٰ، ہارون، الیاس، لوط، یونس علیہم السّلام سب کی مشکلات اللہ کی امداد و اعانت سے حل ہوئیں۔ کوئی بڑے سے بڑا مقرب اس کی دستگیری سے بے نیاز نہیں۔ اب آگے تھوڑا سا فرشتوں اور جنوں کا حال سن لو۔ جن کی نسبت خدا جانے کیا کیا واہی تباہی عقیدے تراش کر رکھے ہیں۔ چنانچہ عرب کے بعض قبائل کہتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ جب پوچھا جاتا کہ اُن کی مائیں کون ہیں تو بڑے بڑے جنوں کی لڑکیوں کو بتلاتے۔ اس طرح (العیاذ باللہ) خدا کا ناتا جنوں اور فرشتوں دونوں سے جوڑ رکھا تھا آگے دونوں کا حال ذکر کیا جاتا ہے۔ مگر اُس سے پہلے بطور توطیہ و تمہید کفار عرب کے اس لچر پوچ عقیدہ کا رد کیا گیا ہے چنانچہ ابتدائے سورت سے اپنی عظمت و وحدانیت کے دلائل اور قصص کے ضمن میں اپنی قدرت قاہرہ کے آثار بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اب ذرا ان احمقوں سے پوچھیے کیا اتنی بڑی عظمت و قدرت والا خدا۔

اللہ کی بیٹیوں کا عقیدہ معاذ اللہ اپنے لئے اولاد بھی تجویز کرتا تو بیٹیاں لیتا اور تم کو بیٹے دیتا۔ ایک تو یہ گستاخی کہ خداوند قدوس کے لئے اولاد تجویز کی، پھر اولاد بھی کمزور اور گھٹیا۔ اُس پر مستزاد یہ کہ فرشتوں کو مؤنث (عورت) تجویز کیا۔ کیا جس وقت ہم نے فرشتوں کو پیدا کیا تھا، یہ کھڑے دیکھ رہے تھے کہ اُنہیں عورت بنایا گیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس جہالت کا کیا ٹھکانا ہے۔

(۸۸) یعنی کچھ تو سوچو۔ عیب کرنے کو بھی ہنر چاہیئے۔ ایک غلط عقیدہ بنانا تھا تو ایسا بالکل ہی بے تکا تو نہ ہونا چاہیئے تھا۔ یہ کونسا انصاف ہے کہ اپنے لیے تو بیٹے پسند کرو اور خُدا سے بیٹیاں پسند کراؤ۔

فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ

تو لاؤ اپنی کتاب اگر ہو تم سچے ع ۸۹ اور ٹھہرایا ہے انہوں نے خدا میں اور جنوں میں ناتا اور جنوں کو تو معلوم ہے

Brought To You By www.e-iqra.info

اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ فَاِنَّكُمْ وَمَا

کہ تحقیق وہ پکڑے ہوئے آئیں گے اللہ پاک ہر اُن باتوں سے جو یہ بناتے ہیں ف۹۰ مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے ف۹۱ سو تم اور جن کو تم پوجتے

تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ

ہو کسی کو اُس کے ہاتھ سے بہکا کر نہیں لے سکتے مگر اُسی کو جو پہنچنے والا ہے دوزخ میں ف۹۲ اور ہم میں جو ہے اُس کا ایک ٹھکانا ہے

مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ

مقرر ف۹۳ اور ہم ہی ہیں صف باندھنے والے ف۹۴ اور ہم ہی ہیں پاکی بیان کرنیوالے ف۹۵ اور یہ تو کہا کرتے تھے اگر

اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ

ہمارے پاس کچھ احوال ہوتا پہلے لوگوں کا تو ہم ہوتے بندے اللہ کے چنے ہوئے سو اُس سے منکر ہو گئے اب آگے جان لیں

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاِنَّ جُنْدَنَا

گے ف۹۶ اور پہلے ہو چکا ہمارا حکم اپنے بندوں کے حق میں جو کہ رسول ہیں بیشک اُنہی کو مدد دیجاتی ہے اور ہمارا لشکر جو ہے بیشک

لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۴﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾ اَفَبِعَذَابِنَا

وہی غالب ہے ف۹۷ سو تو اُن کو چھوڑ رکھ کچھ ایک وقت تک اور اُن کو دیکھتا رہ کہ وہ آگے دیکھ لیں گے ف۹۸ کیا ہماری آفت کو

يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّ

جلد مانگتے ہیں پھر جب اُترے گی اُن کے میدان میں تو بُری صبح ہو گی ڈرائے ہوؤں کی ف۹۹ اور پھر آ اُن سے ایک وقت تک اور

اَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾

دیکھتا رہ اب آگے دیکھ لیں گے ف۱۰۰ پاک ذات ہے تیرے رب کی وہ پروردگار عزت والا پاک ہے اُن باتوں سے جو بیان کرتے ہیں اور سلام ہے رسولوں پر

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ ع ۵

اور سب خوبی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا ف۱۰۱

(۸۹) ان عقیدوں کی سند کہاں ہے؟ یعنی آخر یہ مہمل اور بے تکی بات نکالی کہاں سے۔ عقل و فہم اور علمی اصول سے تو اس کو لگاؤ نہیں۔ پھر کیا کوئی نقلی سند اس عقیدہ کی رکھتے ہو۔ ایسا ہے تو بسم اللہ وہ ہی دکھلاؤ۔

(۹۰) اللہ اور جنات میں رشتہ داری کا عقیدہ یعنی احمقوں نے جنوں کے ساتھ معاذ اللہ داماد کا رشتہ قائم کر دیا۔ سبحان اللہ کیا باتیں کرتے ہیں۔ موقع ملے تو ذرا اُن جنوں سے پوچھ آؤ کہ وہ خود اپنی نسبت کیا سمجھتے ہیں۔ اُن کو معلوم ہے کہ دوسرے مجرموں کی طرح وہ بھی اللہ کے روبرو پکڑے ہوئے آئیں گے کیا داماد کا سسرال کے ساتھ یہ ہی معاملہ ہوتا ہے۔ بعض سلف نے نسب سے مراد یہ لی ہے کہ وہ لوگ شیاطین الجن کو اللہ تعالیٰ کا حریف مقابل سمجھتے تھے۔ جیسے مجوس "یزدان" اور "اہرمن" کے قائل ہیں۔ یعنی ایک نیکی کا خدا دوسرا بدی کا۔

(۹۱) یعنی جن میں سے ہوں یا آدمیوں میں سے اللہ کے چنے ہوئے بندے ہی اس پکڑ دھکڑ سے آزاد ہیں۔ معلوم ہوا وہاں کسی کا رشتہ ناتا نہیں صرف بندگی اور اخلاص کی پوچھ ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۹۲) **جنوں کو ہدایت اور گمراہی کا کوئی اختیار نہیں** | بہت لوگ سمجھتے ہیں کہ جنوں کے ہاتھ میں بدی کی اور فرشتوں کے ہاتھ میں نیکی کی باگ ہے۔ یہ جس کو چاہیں بھلائی پہنچائیں اور خدا کا مقرب بنا دیں اور وہ جسے چاہیں برائی اور تکلیف میں ڈال دیں یا گمراہ کر دیں۔ شاید ان ہی مفروضہ اختیارات کی بنا پر انہیں اولاد یا سسرال بنایا ہوگا۔ اس کا جواب دیا کہ تمہارے اور اُن کے ہاتھ میں کوئی مستقل اختیار نہیں۔ تم اور جن شیاطین کو تم پوجتے ہو سب مل کر یہ قدرت نہیں رکھتے کہ بدون مشیت ایزدی ایک متنفس کو بھی زبردستی گمراہ کر سکو۔ گمراہ وہ ہی ہوگا جسے اللہ نے اس کی سوئے استعداد کی بناء پر دوزخی لکھ دیا اور اپنی بدکاری کی وجہ سے از خود دوزخ میں پہنچ گیا۔

(۹۳) **فرشتوں کا اپنے بارے میں کلام** | یہ کلام اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف سے گویا اُن کی زبان سے فرمایا۔ جیسے بہت جگہ آدمیوں کی زبان سے دعائیں فرمائیں ہیں۔ یعنی ہر فرشتہ کی ایک حد مقرر ہے۔ اُس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ یہ اُس پر فرمایا کہ کافر کہتے ہیں فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں جنوں کی عورتوں سے پیدا ہوئیں۔ سو جنوں کو اپنا حال خوب معلوم ہے۔ اور فرشتے یوں کہتے ہیں۔ اُن کو بھی حکم الٰہی سے ذرا تجاوز کرنے کی گنجائش نہیں۔

(۹۴) یعنی اپنی اپنی حد پر ہر کوئی اللہ کی بندگی اور اُس کا حکم سُننے کے لئے کھڑا رہتا ہے۔ مجال نہیں آگے پیچھے سرک جائے۔

(۹۵) یہاں تک فرشتوں کا کلام ختم ہوا۔ آگے اہل مکہ کا حال بیان فرماتے ہیں۔

(۹۶) **اہل مکہ کا اپنے قول سے انحراف** | عرب لوگ انبیاء کے نام سُنتے تھے اُن کے علم سے خبردار تھے تو یہ کہتے۔ یعنی اگر ہم کو پہلے لوگوں کے علوم حاصل ہوتے یا ہمارے ہاں کوئی کتاب اور نصیحت کی بات اُترتی تو ہم خوب عمل کر کے دکھلاتے اور معرفت و عبادت میں ترقی کر کے اللہ کے مخصوص و منتخب بندوں میں شامل ہو جاتے۔ اب جو اُنکے اندر نبی آیا تو پھر گئے وہ قول و قرار کچھ یاد نہ رکھا سو اس انکار و انحراف کا جو انجام ہونے والا ہے عنقریب دیکھ لیں گے۔

(۹۷) یعنی یہ بات علم الٰہی میں ٹھہر چکی ہے کہ مُنکرین کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو مدد پہنچاتا ہے۔ اور آخر کار خدائی لشکر ہی غالب ہو کر رہتا ہے خواہ درمیان میں حالات کتنے ہی پلٹے کھائیں۔ مگر آخری فتح اور کامیابی مخلص بندوں ہی کے لئے ہے۔ باعتبار حجت و برہان کے بھی اور باعتبار ظاہری تسلط و غلبہ کے بھی۔ ہاں شرط یہ ہے کہ "جند" فی الواقع "جند اللہ" ہو۔

(۹۸) یعنی ابھی چند روز انہیں کچھ نہ کہیئے۔ صبر کے ساتھ آپ ان کا حال دیکھتے رہیئے اور یہ اپنا انجام دیکھ لیں گے چنانچہ دیکھ لیا۔

(۹۹) **عذاب میں عجلت کا مطالبہ** | شاید "فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ" سُن کر کہا ہوگا کہ پھر دیر کیا ہے ہم کو ہمارا انجام جلدی دکھلا دو اس کا جواب دیا کہ اپنے اُوپر جو آفت لائے جانے کی جلدی مچا رہے ہو، جب وہ آئیگی تو بہت بُرا وقت ہوگا۔ عذاب الٰہی اس طرح آئیگا جیسے کوئی دشمن گھات میں لگا ہوا ہو اور صبح کے وقت یکایک میدان میں اُتر کر چھاپہ مار جائے۔ عذاب آنے کے وقت یہ ہی حشر اُن لوگوں کا ہوگا جنہیں پہلے سے ڈر سُنا کر ہشیار کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ فتح مکہ وغیرہ میں ایسا ہی ہوا۔

(۱۰۰) شاید پہلا وعدہ دنیا کے عذاب کا تھا اور یہ آخرت کے عذاب کا ہو، یعنی آپ دیکھتے جایئے اب آگے چل کر آخرت میں یہ کافر کیا کچھ دیکھتے ہیں۔

(۱۰۱) خاتمہ سورت پر تمام اصولی مضامین کا خلاصہ کر دیا۔ یعنی اللہ کی ذات تمام عیوب و نقائص سے پاک اور تمام محاسن و کمالات کی جامع ہے سب خوبیاں اسی کی ذات میں مجتمع ہیں۔ اور انبیاء و رُسل پر اس کی طرف سے سلام آتا ہے۔ جو اُن کی عظمت و عصمت اور سالم و منصور ہونے کی دلیل ہے۔

(تنبیہ) احادیث سے بعد نماز اور ختم مجلس پر ان آیات کے پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے سورہ ہذا کے فوائد کو ان ہی آیات متبرکہ پر ختم کرتا ہوں۔ اے اللہ! میرا خاتمہ بھی اسی عقیدہ محکم پر کیجو۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔

تمت فوائد الصّٰفّٰت ۔

Brought To You By www.e-iqra.info